

آئینی وضع

(CONSTITUTIONAL DESIGN)



4921CH03

عمومی جائزہ

پچھلے باب میں ہم نے دیکھا تھا کہ کسی جمہوریت میں حکمران ہر کام اپنی مرضی سے کرنے میں آزاد نہیں ہوتے۔ جمہوریت کے اندر چند ایسے بنیادی اصول ہوتے ہیں جن پر شہریوں اور حکومت دونوں کو عمل کرنا پڑتا ہے۔ ایسے تمام اصول ملک کو آئین کہلاتے ہیں۔ ملک کے اعلیٰ تر قانون کی حیثیت سے، آئین شہریوں کے حقوق اور حکومت کے اختیارات طے کرتا ہے اور یہ کہ حکومت کو اپنا نظام حکومت کس طرح چلانا چاہئے۔

اس باب میں ہم جمہوریت کی آئینی وضع کے بارے میں چند بنیادی سوال پوچھ رہے ہیں۔ ہم کو آئین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟ آئین کس طرح تیار کئے جاتے ہیں؟ ان کو کون اور کس طرح بنانا ہے؟ وہ کون سی اقدار ہیں جو جمہوری ریاستوں میں آئین کی شکل اختیار کر لیتی ہیں؟ آئین ایک بار تسلیم ہونے کے بعد، کیا ہم بدلتے حالات کے مطابق بعد میں اس کے اندر تبدیلیاں کر سکتے ہیں؟

کسی جمہوری ریاست کے لیے آئین بنانے کی حالیہ مثال جنوبی افریقہ کی ہے۔ اس باب کو ہم یہ دیکھ کر شروع کرتے ہیں کہ وہاں کیا ہوا اور جنوبی افریقہ کے باشندوں نے اپنا آئین بنانے کا کام کس طرح کیا۔ اس کے بعد ہم اس بات پر بحث کریں گے کہ ہندوستانی آئین کس طرح بنایا گیا تھا، اُس کی بنیادی اقدار کیا ہیں، اور یہ شہریوں کی زندگی اور حکومت کے کردار کو آگے بڑھانے کے لیے ایک اچھا لائحہ عمل کس طرح مہیا کرتا ہے۔

3.1 جنوبی افریقہ میں جمہوری آئین

(DEMOCRATIC CONSTITUTION IN SOUTH AFRICA)



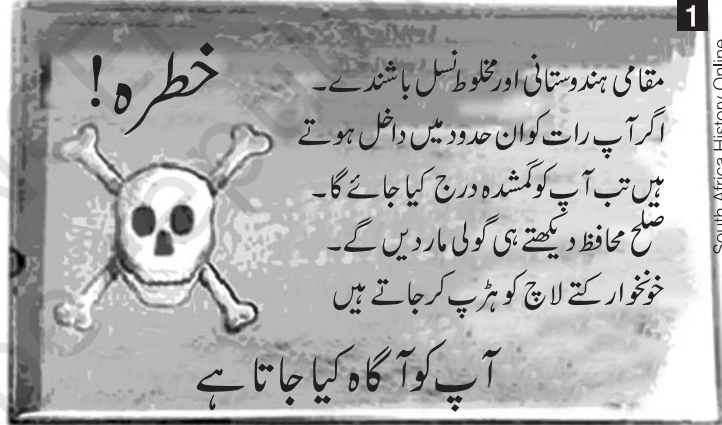
نیلسن منڈیلا

خصوصیت تھی۔ گورے یوروپیئن باشندوں نے اس نظام کو جنوبی افریقہ پر لا دیا تھا۔ سترہویں اور اٹھارہویں صدی کے دوران یوروپی تجارتی کمپنیوں نے اس پر اپنے ہتھیاروں اور طاقت کے بل بوتے پر اسی طرح قبضہ کیا تھا جس طرح ہندوستان پر۔ لیکن ہندوستان سے بالکل الگ ہٹ کر گوروں کی ایک بڑی تعداد جنوبی افریقہ میں جا بسی اور مقامی حکمران بن گئی۔ نسلی امتیاز نے لوگوں کو بانٹ دیا اور اُن کی جلد کے رنگ کی بنیاد پر ٹھپہ لگا دیا۔ جنوبی افریقہ کے مقامی لوگ کالے ہوتے ہیں۔ یہ ملک کی آبادی کے تقریباً تین چوتھائی تھے جن کو ”کالے“ کہا جاتا تھا۔ ان دو گروپوں کے علاوہ یہاں ملی جلی نسلوں کے لوگ بھی رہتے تھے، جن کو ”رنگدار“ کہا جاتا تھا۔ اور وہ لوگ بھی رہتے تھے جو ہندوستان سے ہجرت

”میں نے گوروں کے خلاف جنگ کی اور میں نے کالوں کے تسلط کے خلاف جنگ کی۔ میں نے جمہوری اور آزاد سماج کے ایک ایسے نصب العین کو پروان چڑھایا ہے جس میں مساوی مواقع کے ساتھ تمام لوگ مل جل کر رہیں۔ یہی وہ نصب العین ہے جس کے لیے مجھ کو زندہ رہنے کی اور اُسے حاصل کرنے کی اُمید ہے، لیکن اگر ضرورت پڑے، تو یہ ایک ایسا نصب العین ہے جس کے لیے میں اپنی جان دینے کو بھی تیار ہوں۔“

یہ وہ نیلسن منڈیلا ہیں جن پر جنوبی افریقہ کی گوری حکومت نے غداری کے لیے مقدمہ چلایا تھا۔ اُن کو اپنے سات دوسرے لیڈروں کے ساتھ 1964 میں ملک

1 نسلی امتیاز، 1953 کے کشیدہ تعلقات کا علامتی سائن بورڈ



South Africa History Online



مقامی ہندوستانی اور مخلوط نسل باشندے۔ اگر آپ رات کو ان حدود میں داخل ہوتے ہیں تب آپ کو گمشدہ درج کیا جائے گا۔ صلح محافظ دیکھتے ہی گولی مار دیں گے۔ خونخوار کتے لالچ کو ہڑپ کر جاتے ہیں آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے

کی نسل پرست حکومت کے خلاف مخالفت کی جرأت کرنے کے جرم میں عمر قید کی سزائیں تھیں۔ اُنہوں نے جنوبی افریقہ کی سب سے زیادہ دل دہلانے والی جیل رابن آئیلینڈ (Robben Island) میں 28 سال گزار دیئے۔

نسلی امتیاز کے خلاف جدوجہد

(Struggle against apartheid)

نسلی امتیاز (اپارٹھائیڈ) نسلی تفریق کے نظام کا ایک نام تھا جو جنوبی افریقہ کے گوروں کی حکومت کی ایک منفرد

2 انگریزی، افریقی، اور ذولو زبانوں میں دربن بیچ (Beach) پر نصب ایک سائن بورڈ: ”ڈربن بیچ قانون کے سیکشن 37 کے تحت دربن شہر کا نہانے کا یہ علاقہ گوری نسل کے ممبران کے تنہا استعمال کے لیے محفوظ ہے۔“

آئینی وضع

سرگرمی



■ نیلسن منڈیلا کی زندگی اور جدوجہد پر ایک پوسٹر بنائیے۔
■ اگر دستیاب ہو سکے تو اپنی کلاس میں اُن کی لکھی خودنوشت
سوانح ”اے لانگ واک ٹو فریڈم“ (A Long Walk To
Freedom) کے چند حصے پڑھیے۔

نئے آئین کی جانب سفر

(Towards a new constitution)

جوں جوں نسل پرستی کے خلاف احتجاجات اور جدوجہد بڑھی، حکومت کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ اب کالوں کو علیحدگی کے ذریعہ اپنی حکومت کے تحت مزید دبا کر رکھا نہیں جاسکتا۔ گوروں کی حکومت نے اپنی پالیسیاں بدل دیں۔ تفریق پیدا کرنے والے قوانین، سیاسی پارٹیوں پر ممانعت اور میڈیا پر قائم پابندیاں اٹھالی گئیں۔ 28 سال بعد ایک آزاد آدمی کی حیثیت سے نیلسن منڈیلا جیل سے باہر آئے۔ آخر کار، 26 اپریل 1994 کی نصف شب، دنیا میں نوزائیدہ جمہوریت کی نشان دہی کرتے ہوئے، جمہوریہ جنوبی افریقہ کا قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ نسلی امتیاز برتنے والی حکومت کا اختتام ہوا، جس نے بعد میں ایک کثیر نسلی حکومت کی تشکیل کے لیے راہ ہموار کی۔



اگر گوروں کے مظالم اور
استصال کے لیے کالی اکثریت
بدلہ لینے پر آمادہ ہو جاتی تو
جنوبی افریقہ میں کیا ہوتا؟

یہ تمام حالات کس طرح پیدا ہوئے؟ آئیے ہم منڈیلا کے خیالات سنتے ہیں جو اس غیر معمولی تغیر کے دور میں، اس نئے جنوبی افریقہ کے پہلے صدر تھے۔

”تاریخی دشمن نسلی امتیاز سے جمہوریت کی جانب ایک پر امن عبور کے لیے گفت و شنید کرنے میں کامیاب ہوئے، صرف اس وجہ سے کہ ہم دوسری جانب خیر کے لیے موروثی اہلیت کو تسلیم کرنے کے لیے تیار تھے۔ میری خواہش ہے کہ جنوبی افریقہ کے باشندے، خیر میں اپنے پختہ یقین سے کبھی

کر کے یہاں آباد ہوئے تھے۔ گورے حکمران تمام غیر گوروں کو گھٹیا سمجھتے تھے۔ ان غیر سفید فام کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں تھا۔

نسلی امتیاز کا یہ نظام خاص طور سے کالوں کے لیے کافی ظالمانہ تھا۔ ان کے لیے گوروں کے علاقوں میں رہنا ممنوع تھا۔ اجازت نامہ ہونے کی صورت میں ہی وہ گوروں کے علاقوں میں کام کر سکتے تھے۔ گوروں اور کالوں کے لیے گاڑیاں ٹرینیں، بسیں، ٹیکسیاں، ہوٹل، ہسپتال، اسکول اور کالج، لائبریریاں، سینما ہال، تھیٹر، سمندر کے کنارے ریتیلے ساحل، تیرنے کے تالاب اور عوامی بیت الخلا الگ الگ تھے۔ اس کو علیحدگی (Segregation) کہا جاتا تھا۔ کالے لوگ اُن چروں میں بھی نہیں گھس سکتے تھے جہاں گورے عبادت کرتے تھے۔ کالے عوام نہ تو اپنی انجمنیں بنا سکتے تھے اور نہ ہی ایسے ظالمانہ برتاؤ کے خلاف احتجاج کر سکتے تھے۔

1950ء سے ہی، کالوں، رنگ داروں اور ہندوستانیوں نے نسل پرستی کے اس نظام کے خلاف جنگ شروع کر دی تھی۔ اُنہوں نے احتجاجی مارچ اور ہڑتالیں کیں، افریقن نیشنل کانگریس (ANC) ایک ایسی محافظ تنظیم تھی جس نے علیحدگی کی پالیسیوں کے خلاف جدوجہد کی رہنمائی کی۔ اس میں متعدد مزدور یونینیں اور کمیونسٹ پارٹیاں شامل تھیں۔ متعدد حساس گورے ایسے بھی تھے جو نسلی امتیاز کی مخالفت کے لیے ANC میں شامل ہو گئے اور جنہوں نے اس جدوجہد میں اہم کردار نبھایا۔ متعدد ممالک نے نسلی امتیاز کو غیر منصفانہ اور نسل پرست بتا کر مذمت کی۔ لیکن نسل پرست حکومت نے گرفتاریاں، ایذا رسانی اور ہزاروں کالے اور رنگدار لوگوں کو مار کر اپنی حکومت جاری رکھی۔

جمہوری سیاست

2019-20



کیا آزادی کے لیے جنوبی افریقہ کی جدوجہد کی کہانی آپ کو ہندوستانی قومی تحریک کی یاد دلاتی ہے؟ مندرجہ ذیل نکات پر دونوں کے درمیان یکسانیتوں اور غیر یکسانیتوں کی ایک لسٹ بنائیے۔

- نوآبادیاتی نظام (استعمار پسندی) کی نوعیت۔
- مختلف فرقوں کے درمیان فرق۔
- لیڈر شپ: گاندھی/منڈیلا۔
- وہ پارٹی جس نے جدوجہد کی رہنمائی کی: افریقی نیشنل کانگریس/انڈین نیشنل کانگریس۔
- جدوجہد کا طریقہ۔

3.2 ہم کو آئین کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے؟

(WHY DO WE NEED A CONSTITUTION?)

جنوبی افریقہ کی مثال یہ سمجھنے کا ایک اچھا طریقہ ہے کہ ہم کو آئین کی ضرورت کیوں ہوتی ہے اور آئین کا کیا کام ہوتا ہے۔ اس جمہوریت کے اندر ظالم اور مظلوم دونوں مساوی حیثیت سے ایک ساتھ مل کر رہنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ ایک دوسرے پر بھروسہ کر لینا کوئی آسان کام تو نہیں تھا۔ اُن کے دلوں میں خوف سایا ہوا تھا۔ وہ اپنے اپنے مفادات کا تحفظ چاہتے تھے۔ کالی اکثریت اس بات کی مکمل یقین دہانی کرانا چاہتی تھی کہ اکثریتی حکومت کے جمہوری اصول پر سمجھوتہ ممکن نہ تھا۔ وہ کافی سماجی اور معاشی حقوق چاہتے تھے۔ اس کے برعکس گوری اقلیت اپنی مراعات اور جائیداد کا تحفظ چاہتی تھی۔

ایک طویل بات چیت کے بعد دونوں پارٹیاں سمجھوتہ کرنے پر راضی ہو گئیں۔ گورے اکثریتی حکومت اور ایک شخص کے ایک ووٹ پر راضی ہو گئے۔ وہ غریبوں اور مزدوروں کے لیے چند بنیادی حقوق پر بھی راضی ہو گئے۔ کالے اس بات پر راضی ہوئے کہ اکثریتی حکومت مطلق العنان نہیں ہوگی۔ انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ اکثریت گوروں کی جائیداد پر قبضہ نہیں کرے گی۔ یہ سمجھوتہ آسان نہیں تھا۔ اب اس سمجھوتے کا نفاذ کس طرح ہونا تھا؟ چاہے دونوں پارٹیوں نے ایک دوسرے پر بھروسہ کر لیا

تھا، لیکن اس کی کیا گارنٹی تھی کہ مستقبل میں اس بھروسے کو توڑا نہیں جائے گا؟ اس صورت میں اعتماد قائم کرنے اور اُسے برقرار رکھنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ اس سیاسی کھیل کے اصولوں کو ضبط تحریر میں لایا جائے تاکہ ہر شخص اُن پر قائم رہے۔ ان اصولوں میں یہ لکھا ہے کہ مستقبل میں حکمران کس طرح چنے جائیں گے۔ یہ اصول اس بات کو بھی طے کرتے تھے کہ منتخب حکومتوں کو کیا کچھ کرنے کا اختیار ہوگا اور وہ کیا نہیں کر سکتے۔ آخر میں یہ اصول شہریوں کے حقوق متعین کرتے ہیں۔ یہ اصول کارگر اُسی صورت میں ہوں گے جب فاتح ان کو باسانی بدل نہ سکے۔ یہی وہ کام تھا جو جنوبی افریقہ کے باشندوں نے انجام دیا۔ وہ چند بنیادی اصولوں پر راضی ہو گئے۔ وہ اس بات پر راضی ہوئے کہ یہ اصول اس درجہ اعلیٰ اور برتر ہوں گے کہ کوئی بھی حکومت انہیں نظر انداز نہیں کرے گی۔ بنیادی اصولوں کا یہ مجموعہ آئین کہلاتا ہے۔

آئین سازی کا کام صرف جنوبی افریقہ سے ہی وابستہ نہیں ہے۔ ہر ملک میں لوگوں کے مختلف گروپ ہوتے ہیں۔ ان میں آپسی تعلقات اس درجہ برے نہیں ہو سکتے جیسے کہ جنوبی افریقہ میں کالوں اور گوروں کے درمیان رہے تھے۔ لیکن پوری دنیا کے ممالک کے لوگوں

ہیں) اور ساتھ ہی لوگوں اور حکومت کے درمیان آپسی تعلقات کو طے کرتا ہے۔ آئین کئی کام کرتا ہے۔

■ (1) یہ بھروسے اور ربط کا ایک ایسا معیار پیدا کرتا ہے جو مختلف لوگوں کے ایک ساتھ رہنے کے لیے ضروری ہے؛

■ (2) یہ اس کی وضاحت کرتا ہے کہ حکومت کس طرح بنائی جائے گی۔ اور کون سے فیصلے کرنے کے لیے کس کو اختیار ہوگا؛

■ (3) یہ حکومت کے اختیارات پر قائم حد بندیوں کو ضبط تحریر میں لاتا ہے اور بتاتا ہے کہ شہریوں کے کیا حقوق ہیں؛

■ (4) یہ ایک اچھے سماج کی تعمیر کے بارے میں لوگوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کو ظاہر کرتا ہے۔

وہ تمام ممالک جن کے پاس آئین ہیں، ضروری نہیں کہ وہ جمہوری بھی ہوں۔ لیکن وہ تمام ممالک جو جمہوری ہوتے ہیں، اُن میں آئین ضرور ہوتے ہیں۔ برطانیہ عظمیٰ کے خلاف آزادی کی جنگ کے بعد، امریکہ نے اپنے لیے آئین بنایا۔ انقلاب کے بعد، فرانسیسیوں نے جمہوری آئین منظور کیا۔ اُس وقت سے تمام جمہوریوں کے اندر تحریری آئین ہونے کا رواج چلا آ رہا ہے۔

میں خیالات اور مفادات میں فرق ملتے ہیں۔ چاہے کوئی ملک جمہوری ہو یا نہ ہو، دنیا کے زیادہ تر ممالک کو ایسے بنیادی اصولوں کی ضرورت پیش آتی ہے، یہ بات صرف حکمرانوں پر ہی صادق نہیں آتی۔ کسی بھی انجمن کو آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ چاہے آپ کے علاقے میں کوئی کلب ہو، ایک کوآپریٹو سوسائٹی ہو اور چاہے کوئی سیاسی پارٹی ہو۔ ان سب کو آئین کی ضرورت ہوتی ہے۔

سرگرمی



اپنے علاقے کے کسی کلب یا کوآپریٹو سوسائٹی یا یونین یا سیاسی پارٹی کے دفتر میں جائیے۔ اُن کے اصولوں کی کتاب کی ایک کاپی (اس کو اکثر انجمن کے ضابطے کہا جاتا ہے) طلب کیجیے اور اس کو پڑھئے۔ کیا یہ ضابطے جمہوریت کے اصولوں کے مطابق ہیں؟ کیا یہ بلا تفریق کسی بھی شخص کو اپنا ممبر بناتے ہیں؟



یہ بات منصفانہ نہیں ہے۔ اگر تمام بنیادی فیصلے پہلے ہی کئے جا چکے تھے تو پھر منشور ساز اسمبلی بنانے کی ضرورت کیا تھی؟

3.3 ہندوستانی آئین کی تشکیل

(MAKING OF THE INDIAN CONSTITUTION)

سرحد کے دونوں جانب، تقسیم سے جڑے تشدد میں کم سے کم دس لاکھ لوگ مارے گئے۔ یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی موجود تھا۔ انگریزوں نے دیہی رجواڑوں کے حکمرانوں کو یہ فیصلہ کرنے کی آزادی دی تھی کہ وہ ہندوستان یا پاکستان کے ساتھ الحاق کر سکتے تھے یا پھر آزاد رہ سکتے تھے۔ ان دیہی رجواڑوں (ریاستوں کے راجا اور نواب) کا الحاق ایک مشکل اور غیر یقینی کام تھا۔ جس وقت آئین لکھا جا رہا تھا، ملک کا مستقبل اس درجہ محفوظ دکھائی

جنوبی افریقہ کی طرح ہندوستان کے آئین کا مسودہ بھی مشکل حالات میں تیار کیا گیا۔ ہندوستان جیسے وسیع اور تنوع سے بھرے ملک کے لیے آئین بنانے کا کام آسان نہیں تھا۔ اُس وقت ہندوستان کے لوگوں کی حیثیت رعایا سے شہری میں منتقل ہو رہی تھی۔ ملک مذہبی اختلافات کی بنیاد پر تقسیم سے گزر کر وجود میں آ رہا تھا۔ یہ ہندوستان اور پاکستان کے لوگوں کے لیے ایک تکلیف دہ تجربہ تھا۔

آئینی وضع



ولجہ بھائی جھاویر بھائی پٹیل

(1875-1950) پیدائش گجرات،
عبوری حکومت میں وزیر داخلہ،
معلومات اور نشریات - برہولی
کسان ستیا گرہ کے وکیل اور رہنما،
دیس کی ریاستوں کے ہندوستان کے
ساتھ الحاق میں اہم کردار نبھایا بعد
میں نائب وزیر اعظم۔



ابوالکلام آزاد

(1888-1958)

پیدائش، سعودی عربیہ، ماہر تعلیم،
مصنف اور عالم دین، عربی کے عالم،
کانگریس رہنما، قومی تحریک میں
سرگرم کارکن، مسلمانوں کی علیحدگی
پسندانہ سیاست کی مخالفت کی، بعد
میں پہلی مرکزی کابینہ میں وزیر تعلیم۔



ٹی۔ بی۔ کرسشنا چاری

(1899-1974)

پیدائش تامل ناڈو، مسودہ ساز کمیٹی
کے ممبر، کار انداز اور کانگریس لیڈر،
بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر خزانہ

ہندوستان کا آئین کیسا ہونا چاہئے۔ ان دونوں دستاویزات
نے آزاد ہندوستان کے آئین میں عالمگیر بالغ رائے
دہنگی، آزادی اور مساوات کے حق اور اقلیتوں کے حقوق
کے تحفظ کے حق کو شامل کرنے کا عہد کر رکھا تھا۔ اس طرح
آئین ساز اسمبلی کی نشست سے کافی پہلے آئین پر
کارروائی کرنے کے لیے تمام لیڈروں نے بنیادی اقدام
کو تسلیم کر لیا تھا۔

نوآبادیاتی زمانے کے سیاسی اداروں کے علم نے بھی
اداراتی تشکیل کے لیے رضامندی پیدا کرنے میں مدد کی۔
انگریزی حکومت نے ووٹ کا حق صرف چند ہی لوگوں کو دیا
تھا، اُس بنیاد پر انگریزوں نے ایک کمزور مقننہ کی شروعات
کی تھی۔ 1937 میں صوبائی دستور ساز اسمبلیوں کے لیے
انتخابات کرائے گئے تھے اور پورے برٹش انڈیا میں
وزارتوں کا قیام کیا گیا تھا۔ یہ حکومتیں مکمل طور سے جمہوری
نہیں تھیں۔ لیکن قانون ساز اداروں کے طریقہ کار میں
ہندوستانیوں کو حاصل تجربہ اپنے اداروں کے قیام اور اُن
میں کام کرنا ملک کے لیے کافی فائدہ مند ثابت ہوا۔ یہی
وجہ ہے کہ ہندوستانی آئین میں نوآبادیاتی قوانین سے
بہت سی اداراتی تفصیلات اور **طریق کار** اختیار کیا گیا جن
میں گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ 1935 اس کی ایک مثال
ہے۔

آئین کے فریم ورک پر کئی سال کی غور و فکر ایک بہتر
تجربہ ثابت ہوا۔ دوسرے ممالک سے معلومات حاصل
کر کے ہمارے لیڈروں کو اعتماد ہوا لیکن اپنی شرائط اور
حالات کو مد نظر رکھا گیا۔ ہمارے متعدد لیڈروں کو فرانسیسی
انقلاب، برطانیہ کے اندر پارلیمانی جمہوریت کے رواج اور
ریاستہائے متحدہ میں حقوق کے بل سے تحریک ملی۔ سماجی
اور معاشی مساوات پر مبنی نظام کی تشکیل کے بارے میں غور
کرنے کے لیے روس کے اندر آئے سوشلسٹ انقلاب

نہیں دے رہا تھا جتنا کہ آج ہے۔ آئین کے بنانے
والوں کے ذہن میں ملک کے حال اور مستقبل کے بارے
میں اضطراب اور بے چینی کا عالم طاری تھا۔

سرگرمی



اپنے علاقے میں دادا/نانا یا دوسرے بزرگوں سے بات کیجئے
اُن سے پوچھئے کہ کیا اُن کو تقسیم یا آزادی یا آئین بنانے کا
زمانہ یاد ہے۔ اُس وقت ملک کے بارے میں اُن کے کیا خوف
اور اُمیدیں تھیں؟ ان پر کلاس میں بحث کیجئے۔

آئین سازی کا راستہ

(The path to Constitution)

ان تمام دشواریوں کے باوجود، ہندوستانی آئین بنانے
والوں کو ایک سہولیت بھی حاصل تھی، جنوبی افریقہ سے
بالکل الگ، ان کو کسی ایسے اجماع کی ضرورت نہ تھی کہ
ہندوستانی جمہوریت کی نوعیت کیا ہونی چاہئے۔ زیادہ تر ایسا
اجماع (اتفاق رائے) آزادی کی جدوجہد کے دوران
فروغ پا چکا تھا۔ ہماری آزادی کی جدوجہد صرف غیر ملکی
حکمرانی کے خلاف نہ تھی بلکہ یہ ملک کو نئے سرے سے
طاقتور بنانے اور سماج اور سیاست کی کاپی لٹ کے لیے بھی
ایک جدوجہد تھی۔ آزادی کے بعد ہندوستان کون سا راستہ
اختیار کرے، اس سلسلے میں بھی آزادی کی جدوجہد کے
دوران خیالات میں گہرے اختلافات موجود تھے۔ یہ
اختلافات آج بھی موجود ہیں۔ ان تمام اختلافات کے
باوجود تقریباً ہر شخص نے چند بنیادی نظریات کو تسلیم کیا تھا۔
آزادی سے بہت پہلے، 1928 میں موتی لعل نہرو
اور آٹھ دوسرے کانگریسی ممبران نے ہندوستان کے لیے
آئین کا ایک مسودہ تیار کیا تھا۔ انڈین نیشنل کانگریس کے
1931 میں ہوئے کراچی اجلاس میں یہ بحث آئی تھی کہ

جمہوری سیاست

قبول کیا لیکن یہ 26 جنوری 1950 کو نافذ ہوا۔ اسی دن کی یاد میں ہم ہر سال 26 جنوری کو یوم جمہوریہ کی حیثیت سے مناتے ہیں۔

پچاس سال سے بھی زیادہ عرصے پہلے دستور ساز اسمبلی کے بنائے ہوئے اس آئین کو ہم کیوں تسلیم کریں؟ ہم اس کی ایک وجہ تو پہلے ہی سمجھ چکے ہیں۔ آئین میں صرف اُس کے ممبران کے نظریات ہی ظاہر نہیں کئے گئے ہیں۔ یہ اپنے وقت کے ایک وسیع اجماع کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ دنیا کے بیشتر ممالک کو اپنا آئین دوبارہ اس وجہ سے لکھنا پڑا کیونکہ اہم سماجی گروپوں یا سیاسی پارٹیوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ دنیا میں چند ممالک ایسے بھی تھے جہاں آئین صرف کاغذ کا ایک ٹکڑا بن کر رہ گیا ہے۔ حقیقت میں اس پر عمل کوئی نہیں کرتا۔ لیکن ہمارے آئین کا تجربہ بالکل جداگانہ ہے۔ سابقہ آدھی صدی سے کئی گروپ آئین کی چند شرائط پر سوال اٹھا رہے ہیں۔ لیکن آج تک کوئی بھی ایسا بڑا سماجی گروپ یا سیاسی پارٹی سامنے نہیں آئی جس نے خود آئین کے جواز پر سوال اٹھایا ہو۔ یہ کسی بھی آئین کے لیے ایک غیر معمولی کامیابی ہے۔

آئین کو تسلیم کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ دستور ساز اسمبلی ہندوستان کے لوگوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ اُس وقت عالمگیر بالغ رائے دہندگی کا حق موجود نہیں تھا۔ اس لیے دستور ساز اسمبلی کو ہندوستان کے تمام لوگ براہ راست نہیں چن سکتے تھے اس کا انتخاب خاص طور سے اُس وقت کی اُن صوبائی دستور ساز اسمبلیوں نے کیا تھا جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اس صورت حال نے ملک کے تمام حصوں سے آئے ممبران کی ایک منصفانہ جغرافیائی حصہ داری کو یقینی بنایا۔ اسمبلی پر انڈین نیشنل کانگریس کا تسلط تھا جو ایک ایسی پارٹی تھی جس نے ہندوستان کی آزادی کی جدوجہد کی رہنمائی کی تھی۔ لیکن خود کانگریس

سے متعدد ہندوستانیوں کو تحریک حاصل ہوئی۔ ان تمام تجربات کے باوجود وہ دوسروں کی صرف نقل نہیں کر رہے تھے۔ ہر مرحلے پر وہ یہ سوچتے تھے کہ آیا یہ باتیں ہمارے ملک کے لیے موزوں ہیں۔ یہ وہ تمام عوامل تھے جنہوں نے ہمارے آئین کی تشکیل میں مدد کی۔

دستور ساز اسمبلی (The Constituent Assembly)

تو پھر وہ کون لوگ تھے جنہوں نے ہندوستانی آئین بنایا؟ یہاں آپ کو اُن چند لیڈران کا ایک مختصر سا خاکہ ملے گا جنہوں نے آئین سازی میں اہم کردار نبھایا تھا۔

سرگرمی



اپنی ریاست یا خطے کے کسی بھی ایسے دستور ساز اسمبلی کے ممبر کے بارے میں معلومات حاصل کیجئے جس کا یہاں ذکر نہیں ہوا ہے۔ اس لیڈر کی تصویر جمع کیجئے یا اُس کا خاکہ بنائیے۔ جو طرز یہاں استعمال ہوا ہے اُسی کے مطابق اُس پر مختصر نوٹ لکھئے: نام (پیدائش کا سال/موت کا سال)، جائے پیدائش (حالیہ سیاسی سرحدوں کے مطابق)، سیاسی سرگرمیوں کا مختصر حال، دستور ساز اسمبلی کے بعد اُن کا کردار۔

دستاویز کی مسودہ نویسی جس کو آئین کہا جاتا ہے اسے منتخب نمائندوں کی ایک اسمبلی کے ذریعہ انجام دیا گیا تھا۔ اسے دستور ساز اسمبلی کہا جاتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی کے لیے انتخابات 1946 میں کرائے گئے تھے۔ اُس کا پہلا اجلاس دسمبر 1946 میں ہوا۔ اس کے فوراً بعد ملک ہندوستان اور پاکستان نام کے دو ممالک میں تقسیم کیا گیا۔ دستور ساز اسمبلی بھی، ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی اور پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں تقسیم ہو گئی۔ اُس دستور ساز اسمبلی جس نے ہندوستانی آئین تحریر کیا، 299 ممبران پر مشتمل تھی۔ اس اسمبلی نے 26 نومبر 1949 کو آئین



راجندر پرساد

(1884-1963)

پیدائش بہار، دستور ساز اسمبلی کے چیئرمین، وکیل چمپارن ستیاگرہ میں اپنے کردار کے لیے مشہور، کانگریس کے تین بار صدر بنے، بعد میں ہندوستان کے پہلے صدر کے عہدے پر فائز ہوئے۔



جے پال سنگھ

(1903-1970)

پیدائش جھارکھنڈ، کھلاڑی اور ماہر تعلیم، ہولی ٹیشل ہاکی ٹیم کے کپٹن، آدی واسی مہاسجا کے بانی صدر، بعد میں جھارکھنڈ پارٹی کے بانی۔



ایچ۔ سی۔ مکھرجی

(1887-1956)

پیدائش بنگال، دستور ساز اسمبلی کے نائب چیئرمین، معروف مصنف اور ماہر تعلیم، کانگریس لیڈر، کل ہند کرپشن کونسل اور بنگال دستور ساز اسمبلی کے ممبر، بعد میں مغربی بنگال کے گورنر بنے۔

آئینی وضع



جی۔ درگابائی دیش مکھ

(1909-1981)

پیدائش آندھرا پردیش، وکیل اور عورتوں کی نجات کے لیے عوامی کارکن، کانگریس لیڈر، بعد میں مرکزی سماجی فلاحی بورڈ کے چیئر پرسن کے بانی۔

ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر کی صدارت میں مباحثے کے لیے آئین کا ایک مسودہ تیار کیا۔ آئین کے اس مسودے پر تفصیلی بحث کے لیے کئی نشستیں ہوئیں۔ اس کے اندر دو ہزار سے زیادہ ترامیم پر غور کیا گیا۔ ممبران نے تین سال کی مدت میں 114 دن تک کارروائیاں کیں۔ مسودہ ساز کمیٹی کے سامنے پیش پر دستاویز اور دستور ساز اسمبلی میں بولا گیا ہر لفظ ضبط تحریر میں لا کر محفوظ کیا گیا۔ ان کو دستور ساز اسمبلی کے مناظرے (ڈبیٹ) کہا جاتا ہے۔ جب ان سے چھاپا گیا تو ان کی 12 ضخیم جلدیں تیار ہو گئیں۔ یہ مناظرے آئین کی ہر شرط میں پوشیدہ استدلال کو ظاہر کرتے ہیں۔ ان کو آئین کے مطلب کی ترجمانی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

میں مختلف سیاسی گروپ اور خیالات کے لوگ شامل تھے۔ اسمبلی میں متعدد ممبر ایسے بھی تھے جو کانگریس سے متفق نہیں تھے۔ اگر سماجی اصطلاح میں دیکھا جائے، تو اسمبلی مختلف لسانی گروپوں، ذاتوں، طبقات، مذاہب اور پیشوں کے ممبران کی نمائندگی کرتی تھی۔ دستور ساز اسمبلی چاہے عالمگیر بالغ رائے دہندگی کی بنیاد پر ہی چنی جاتی، تب بھی اُس کی ترکیب زیادہ مختلف نہ ہوتی۔

آخر میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ جس طرح سے دستور ساز اسمبلی نے کام کیا وہ طریقہ آئین کو مقدس بناتا ہے۔ دستور ساز اسمبلی نے باقاعدگی، کشادگی اور اجماعی طور سے اپنا کام کیا تھا۔ پہلے چند بنیادی اصولوں پر فیصلہ ہوا اور اُس کے بعد اُس پر رضا مندی ہوئی۔ اس کے بعد

ہندوستانی آئین کے بنانے والوں کے بارے میں یہاں ایک طرف کالم میں دی گئی معلومات کو پڑھئے۔ آپ کو اس معلومات کو یاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ ان میں سے درج ذیل بیانات کی حمایت میں صرف مثالیں دیجئے۔

- 1۔ اسمبلی میں متعدد ایسے ممبر تھے جو کانگریس کے ساتھ نہیں تھے۔
- 2۔ اسمبلی مختلف سماجی گروپوں کے ممبران کی نمائندگی کرتی تھی۔
- 3۔ اسمبلی کے ممبران مختلف نظریات میں یقین رکھتے تھے۔



3.4 ہندوستانی آئین کی اقدار

(GUIDING VALUES OF INDIAN CONSTITUTION)



بلدی سنگھ

(1901-1961)

پیدائش ہریانہ، ایک کامیاب کارانداز، اور پنجاب اسمبلی میں پٹھک اکالی پارٹی کے لیڈر، دستور ساز اسمبلی میں کانگریس کے نامزد ممبر، بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر دفاع۔

خواب اور وعدہ

(The Dream and the Promise)

آپ میں سے کسی نے آئین کے بنانے والوں کی تصاویر میں ایک نام ایسا بھی دیکھا ہوگا جو وہاں موجود نہیں ہے، یہ ہیں: مہاتما گاندھی۔ وہ دستور ساز اسمبلی کے ممبر نہیں تھے۔ اس کے باوجود متعدد ممبران ایسے بھی تھے جنہوں نے ان کی بصیرت سے تحریک حاصل کی۔ کئی سال پہلے انھوں نے 1931 میں اپنے رسالے بینگ انڈیا میں اپنے پسند کے آئین کے بارے میں اپنے نظریات ظاہر کئے تھے:

اس کتاب میں ہم مختلف موضوعات پر ہندوستانی آئین کے قطعی قواعد کا مطالعہ کریں گے۔ اس مرحلے پر آئیے ہم یہ سمجھتے ہوئے شروع کرتے ہیں کہ ہمارے آئین کا مجموعی فلسفہ کن باتوں کے بارے میں ہے۔ یہ کام ہم دو طرح سے کر سکتے ہیں۔ ہم اپنے آئین پر چند اہم لیڈروں کے نظریات پڑھ کر سمجھ سکتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ پڑھنا بھی ضروری ہے کہ آئین خود اپنی فلاسفی کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ یہی کام آئین کا تمہید یہ کرتا ہے۔ آئیے ہم ان کو ایک ایک کر کے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

میں ایک ایسے آئین کے لیے کوشش کروں گا جو ہندوستان کو غلامی اور سرپرستی سے چھٹکارا دلائے گا... میں ایک ایسے ہندوستان کے لیے کام کروں گا جس میں غریب ترین آدمی بھی یہ محسوس کرے گا کہ یہ اُس کا ملک ہے، جس کے بنانے میں اُن کی آواز کی بھی قیمت ہوگی۔ ایک ایسا ہندوستان جس میں لوگوں کا کوئی اعلیٰ طبقہ اور ادنیٰ طبقہ نہیں ہوگا۔ ایک ایسا ہندوستان جس میں تمام فرقے مل جل کر رہیں گے۔ ایسے ہندوستان میں چھوٹ چھات یا نشہ آور مشروبات اور ادویہ کے عذاب کے لیے کوئی جگہ نہیں ہوگی۔ عورتوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مردوں کو حاصل ہیں اس سے کم پر مجھ کو تسلی نہیں ہوگی۔



کنھیالال مالک لاشی
(1887-1971) پیدائش گجرات، مورخ اور ماہر لسانیات، کانگریس لیڈر اور گاندھیائی نظریے کے حامی۔ بعد میں مرکزی کابینہ میں وزیر، سوتیز پارٹی کے بانی۔



بھیم راؤ رام جی امبیڈکر
(1891-1956) پیدائش مہاراشٹر، مسودہ ساز کمیٹی کے چیئرمین، سماجی انقلابی مفکر، ذات پات کی تقسیم اور ذات پرستی تقسیم کے خلاف احتجاج کرنے والے۔ بعد میں آزاد ہندوستان میں پہلی کابینہ کے اندر وزیر قانون۔ ری پبلکن پارٹی آف انڈیا کے بانی۔



شیاما پرساد مکھرجی
(1901-1953) پیدائش مغربی بنگال، عبوری حکومت میں انڈسٹری اور پلاننگ کے وزیر، ماہر تعلیم اور وکیل، ہندو سماج کے سرگرم کارکن، بعد میں بھارتیہ جن سنگھ کے بانی

ڈاکٹر امبیڈکر بھی ہندوستان کے اس خواب میں شریک ہوئے جس نے غیر مساوات کی تیخ کٹی کی۔ انھوں نے آئین کے بنانے میں اہم کردار نبھایا لیکن آپ کا ادراک اس سلسلے میں مختلف تھا کہ غیر مساوات کو کس طرح ہٹایا جائے۔ وہ اکثر مہاتما گاندھی اور اُن کی بصیرت سخت تنقید کرتے تھے۔ دستور ساز اسمبلی کی اپنی تھی۔

26 جنوری 1950 کو ہم ایسی زندگی میں داخل ہونے جا رہے ہیں جو تضاد سے بھرپور ہے۔ سیاست میں ہم کو مساوات حاصل ہوگی لیکن سماجی اور معاشی زندگی میں غیر مساوات۔ سیاست میں ہم ایک آدمی ایک ووٹ اور ایک قیمت کے اصول کو تسلیم کریں گے۔ لیکن اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں، اپنے سماجی اور معاشی ڈھانچے کو مدنظر رکھ کر، ایک آدمی ایک قیمت کے اصول سے انکار کرتے رہیں گے۔ نہ جانے ہم تضادات کی یہ زندگی کب تک گزارتے رہیں گے؟ ہم کب تک اپنی سماجی اور معاشی زندگی میں مساوات سے انکار کرتے رہیں گے؟ اگر ہم طویل مدت تک اس مساوات سے انکار کرتے رہے، تو پھر ہم اپنی سیاسی جمہوریت کو خطرے میں ڈال دیں گے۔



جواهر لعل نہرو

(1889-1964) پیدائش

اُتر پردیش، عبوری حکومت کے وزیر اعظم وکیل اور کانگریس لیڈر، اشراکیت، جمہوریت کے حامی اور استعار پسندی مخالف۔ بعد میں ہندوستان کے وزیر اعظم۔



سروجی نانڈو

(1879-1949) پیدائش

آندھرا پردیش، شاعر، مصنف اور سیاسی کارکن، کانگریس کی اوّلین خواتین، بعد میں اُتر پردیش کی گورنر۔



سوم ناتھ لہری

(1901-1984) پیدائش مغربی

بنگال، مصنف اور مدیر، کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے لیڈر، بعد میں مغربی بنگال دستور ساز اسمبلی کے ممبر۔



اپنی
پیش رفت
کی جانچ کیجیے

برسوں گزر گئے جب ہم نے اپنی تقدیر سے ملنے کا اقرار کیا تھا، اور اب وہ وقت آن پہنچا جب ہم اپنے عہد کو پورا کریں گے مکمل یا پورے طور پر نہیں معقول حد تک۔ نیم شب کا گھنٹہ بجتے ہی، جب دنیا سو رہی ہوگی، ہندوستان زندگی اور آزادی کے لیے بیدار ہوگا۔ ایسا لمحہ آتا ہے لیکن یہ تاریخ میں کم ہی آتا ہے، جب ہم پرانے زمانے سے نئے زمانے میں قدم رکھتے ہیں، جب ایک دور ختم ہوتا ہے، اور جب کسی قوم کی روح، جس پر مدتوں ظلم ڈھائے گئے تھے، اُس کو بھی بولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ یہ موزوں بات ہے کہ اس سنجیدہ موقعہ پر ہم ہندوستان اور اُس کے عوام کی خدمت کے لیے خود کو اور اس سے بھی زیادہ انسانیت کے وسیع تر مفاد میں خود کو وقف کرنے کا عہد کرتے ہیں۔

آزادی اور اقتدار سے ذمہ داریاں بڑھتی ہیں۔ یہ ذمہ داری اس اسمبلی پر عائد ہوتی ہے جو کہ ہندوستان کے مقتدر لوگوں کی نمائندگی کرنے والی مقتدر جماعت ہے۔ آزادی حاصل کرنے سے پہلے ہم نے محنت کی تمام تکالیف برداشت کیں اور ہمارے دل اس غم کی یاد سے بوجھل ہیں۔ ان میں سے چند غم اوپریشانیوں اب بھی جاری ہیں، پھر بھی، ماضی گزر گیا اور اب ہمارے سامنے وہ مستقبل کھڑا ہے جو اب ہم کو آواز دے رہا ہے۔

یہ مستقبل آسانوں یا آرام کے لیے نہیں ہے، بلکہ مسلسل کوشش ہے، تاکہ ہم اپنے اُس عہد کو پورا کر سکیں جو ہم نے اکثر کیے ہیں اور ایک عہد تو وہ ہے جو ہم آج کریں گے۔ ہندوستان کی خدمت کا مطلب ہے اُن کروڑوں لوگوں کی خدمت جو مصیبت زدہ ہیں۔ اس کا مطلب ہے غربت، لاعلمی، بیماری اور مواقع کی غیر مساوات کا اختتام۔ ہر آنکھ کے ہر آنسو کو پوچھنا، ہماری نسل کے عظیم ترین آدمی کی خواہش ہے۔ یہ کام ہماری پہنچ سے بالاتر ہو سکتا ہے، لیکن جب تک آنکھوں میں آنسو اور مصائب ہیں، تب تک ہمارا کام نامکمل رہے گا۔

درج بالا تین حوالے دھیان سے پڑھئے۔

■ کیا ان میں کوئی ایسا خیال ظاہر کیا گیا ہے جو ان تینوں میں مشترک ہے؟

■ اس مشترک خیال کو ظاہر کرنے کے ان کے طریقوں میں کیا فرق پایا جاتا ہے؟

آئین کا فلسفہ

(Philosophy of Constitution)

مرتب کئے گئے ہیں۔ یہ آئین کی تمام دفعات کی رہنمائی کرتے ہیں۔ آئین کی ابتدا بنیادی اقدار کے ایک مختصر بیان سے ہوتی ہے۔ اس کو آئین کا تمہید یہ کہا جاتا ہے۔ امریکن ماڈل سے تحریک پا کر عصری دنیا میں زیادہ تر ممالک اپنے آئین کی ابتدا ایک تمہیدیے سے کرتے ہیں۔

وہ اقدار جس نے آزادی کی تحریک میں روح پھونکی اور اُس کی رہنمائی کی اور اس کے بعد اُس کی پرورش کے جذبے نے ہندوستان کی جمہوریت کے لیے ایک بنیاد فراہم کی۔ یہ اقدار ہندوستانی آئین کے تمہیدیے میں

ہم ریاست ہائے متحدہ کے

عوام

زیادہ بہتر اتحاد پیدا کرنے، انصاف قائم کرنے، گھریلو امن و سکون کی یقین دہانی کرانے، ایک مشترکہ تحفظ مہیا کرنے، عوامی فلاح کو ترقی دینے اور حریت کی نعمتوں اور آنے والی نسلوں کا تحفظ کرنے کے لئے، ریاستہائے متحدہ امریکہ کے لیے یہ آئین قائم کرنے کا فرمان جاری کرتے ہیں۔

ہم جنوبی افریقہ کے عوام اپنے ماضی کی ناانصافیوں کو تسلیم کرتے ہیں، ان لوگوں کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے انصاف اور ملک میں آزادی کے لیے تکالیف برداشت کیں، ان لوگوں کا احترام کرتے ہیں جنہوں نے اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لیا۔ یقین کرتے ہیں کہ جنوبی افریقہ ان لوگوں کا ملک ہے جو اس میں رہتے ہیں، جو باوجود تنوع کے متحد ہیں۔ اس لیے ہم اپنے آزادانہ منتخب شدہ نمائندوں کے ذریعہ جمہوریت کے ایک اعلیٰ اور برتر قانون کی حیثیت سے اس کو اپناتے ہیں تاکہ ماضی میں ہوئی تقسیموں کا مداوا کریں اور ایک ایسا سماج قائم کریں جو جمہوری اقدار، سماجی انصاف اور بنیادی انسانی حقوق پر مبنی ہو، ایک ایسے جمہوری اور کشادہ سماج کی بنیاد ڈالیں جس میں حکومت لوگوں کی خواہش کے مطابق ہو اور قانون شہری کی مساوی طور سے حفاظت کرے، تمام شہریوں کے معیار زندگی کو بلند رکھے اور ہر شخص کی صلاحیت کو آزادانہ طور سے استعمال کرنے کا موقعہ دے اور ایک متحدہ اور جمہوری افریقہ کی تعمیر کرے جو اقوام کی فیملی میں ایک مقتدر ریاست کی حیثیت سے اپنا جائز مقام حاصل کر سکے۔ خدا ہمارے عوام کی حفاظت کرے۔

آئینی وضع

ہم ہندوستان کے لوگ ہیں

آئین لوگوں کے
نمائندوں کے ذریعہ بنایا گیا
ہے اور وضع کیا گیا ہے جس کو
انہیں کسی بادشاہ یا خارجی
طاقت نے نہیں دیا۔

مقتدر

عوام کو داخلی اور خارجی معاملات
میں فیصلہ کرنے کے حق کے
اصلی حقوق حاصل ہیں۔ کوئی بھی
خارجی طاقت حکومت ہند کو
احکامات نہیں دے سکتی۔

سوشلسٹ

دولت سماجی طور سے پیدا کی
جاتی ہے اور اس پر سماج کی
مساویانہ حصہ داری ہے۔
حکومت کو سماجی۔ معاشی غیر
مساوات کو گھٹانے کے لیے
زمین اور صنعت کی ملکیت کو
باضابطہ بنانا چاہئے۔

سیکولر (غیر مذہبی)

شہریوں کو کسی بھی مذہب پر
عمل کرنے کی پوری آزادی
ہے۔ لیکن کوئی سرکاری مذہب
نہیں ہے۔ حکومت تمام مذہبی
عقائد اور رواجوں کا احترام
مساویانہ طور سے کرتی ہے۔

جمہوری

ایک ایسی طرز حکومت
جہاں لوگوں کو برابر کے سیاسی
حقوق حاصل ہیں۔ لوگ اپنے
حکمرانوں کا انتخاب کرتے ہیں
جن کو وہ جواب دہ ہوتے ہیں۔

آئیے ہم اپنے آئین کے تمہید یہ کو دھیان سے پڑھیں اور اُس کے ہر اہم لفظ کے
مطلب کو سمجھیں۔

ہمارے آئین کا تمہید یہ جمہوریت پر کہی گئی ایک نظم کی طرح لگتا ہے۔ اس میں وہ تمام
فلسفہ موجود ہے جس پر پورا آئین بنایا گیا ہے۔ یہ ایک ایسا معیار مہیا کرتا ہے جو کسی بھی
قانون اور حکومت کے عمل کا جائزہ لیتا ہے اور اُس کی جانچ کرتا ہے، جس سے یہ معلوم کیا
جاسکتا ہے کہ آیا وہ عمل صحیح ہے یا غلط۔ یہ ہندوستانی آئین کی روح ہے۔

بہم بھارت کے عوام متانت و سنجیدگی سے عزم
کرتے ہیں کہ بھارت کو ایک

مقتدر، سماج وادی، غیر مذہبی

عوامی جمہوریہ

بنائیں اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:

انصاف سماجی، معاشی اور سیاسی

آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت

مساوات بہ اعتبار حیثیت اور موقع اور ان سب میں

اخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد
اور سالمیت کا یقین ہو۔

اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر 1949 کو یہ

آئین ذریعہ ہذا اختیار کرتے ہیں، وضع کرتے ہیں اور

اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

جمہوریہ

ریاست کا سربراہ ایک منتخب
شخص ہوتا ہے، نہ کہ اُس کا
عہدہ موروثی ہے۔

انصاف

شہریوں کے درمیان ذات،
مذہب اور صنف کی بنیاد پر
تفریق روا نہیں رکھی جاسکتی۔
سماجی غیر مساوات کو کم کرتا
ہے حکومت کو سب کی فلاح
کے لیے کم کرنا چاہئے، خاص
طور سے غیر مراعات یافتہ
طبقات کے لئے۔

آزادی (حریت)

شہریوں پر کوئی غیر مدلل
پابندیاں عائد نہیں ہیں کہ وہ
کس طرح سوچتے ہیں، وہ
اپنے خیالات کا اظہار کس
طرح کرنا چاہتے ہیں، یا وہ
اپنے کسی بھی عمل کو اختیار
کرنے میں کوئی بھی راستہ
اختیار کرنا چاہتے ہیں۔

مساوات

قانون کی نظر میں سب برابر
ہیں روایتی سماجی غیر مساوات
کو ختم کرنا ہے۔ حکومت کو
سب کے لیے مساوی مواقع
کی یقین دہانی کرانی چاہئے۔

اخوت

ہم سب کو اس طرح برتاؤ کرنا
چاہئے جیسے ہم ایک ہی فیملی
کے ممبران ہوں۔ کسی کو بھی
اپنے ساتھی شہری کو کم تر نہیں
سمجھنا چاہئے۔

جمہوری سیاست

تمہیدیوں کا موازنہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، ہندوستان اور جنوبی افریقہ سے کیجئے۔

■ اُن خیالات کی ایک فہرست بنائیے جو ان تینوں میں مشترک ہیں۔

■ ان کے اندر موجود کم سے کم ایک فرق کو نوٹ کیجئے۔

■ ان تینوں میں کون سا تمہیدیہ ماضی کا حوالہ دیتا ہے۔

■ ان میں سے کون سا خدا سے التجا نہیں کرتا۔



کو سمجھنا بڑا مشکل ہوگا۔ اس کے باوجود اس کی بنیادی اداراتی تشکیل سمجھتے ہیں زیادہ مشکل نہیں ہے۔ کسی بھی آئین کی طرح، ہندوستانی آئین بھی ملک پر حکومت کرنے کے لیے لوگوں کو چننے کے طریقہ کار کو ضبط تحریر میں لاتا ہے۔ یہ واضح کرتا ہے کہ کون سے فیصلے کرنے کے لیے کس کے ہاتھ میں کتنی طاقت ہوگی۔ یہ شہریوں کو چند حقوق دیتے ہوئے حکومت پر چند حد بندیاں بھی قائم کرتا ہے اور شہریوں کو ان حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اس کتاب کے بقیہ تین ابواب ہندوستانی آئین کی کارکردگی کے تین پہلوؤں کے بارے میں ہیں۔ ہم ہر باب میں چند اہم آئینی شرائط پر بحث کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ یہ جمہوری سیاست میں کس طرح کام کرتی ہیں۔ لیکن اس درسی کتاب میں ہندوستانی آئین میں موجود اداراتی تشکیل کی تمام اہم خصوصیات پر بحث نہیں کی جائے گی۔ آپ کی اگلے سال کی درسی کتاب میں چند دوسرے پہلو شامل ہوں گے۔

اداراتی اوضاع (Institutional designs)

آئین اقدار اور فلسفے کا صرف ایک بیان ہی نہیں ہوتا جیسا کہ ہم نے اوپر دیکھا تھا کہ آئین خاص طور سے ان اقدار کو اداراتی انتظامات میں ایک مجسم شکل دینے کے بارے میں ہے۔ زیادہ تر یہ دستاویز جو ہندوستان کا آئین کہلاتا ہے، ان ہی انتظامات کے بارے میں ہے۔ یہ ایک بڑی طویل اور تفصیلی دستاویز ہے۔ اس لیے اس کو تاریخ جاریہ تک قابل قبول رکھنے کے لئے باقاعدگی سے ترمیم کی ضرورت پیش آتی ہے۔ جن لوگوں نے آئین کی تشکیل کی تھی، انہوں نے محسوس کر لیا تھا کہ یہ لوگوں کی تمناؤں اور سماج میں آئی تبدیلیوں کے مطابق ہونے چاہئے۔ وہ اس کو ایک مقدس، ساکت اور یک طرفہ قانون کی شکل میں نہیں دیکھتے تھے۔ اس لئے، انہوں نے وقتاً فوقتاً تبدیلیوں کو شامل کرنے کے لیے شرائط بنادیں۔ یہ تبدیلیاں آئینی ترمیمات کہلاتی ہیں۔ ہمارا آئین اداراتی انتظامات کو بالکل قانونی زبان میں بیان کرتا ہے۔ اگر آپ آئین کو پہلی بار پڑھیں تو اس

نسلی امتیاز: سیاہ فام لوگوں کے خلاف 1948 اور 1989 کے درمیان جنوبی افریقہ کی حکومت کی اختیار کردہ نسلی علیحدگی اور خراب برتاؤ کی سرکاری پالیسی۔



شق (کلاز): کسی دستاویز کا ایک مخصوص سیکشن۔

دستور ساز اسمبلی: لوگوں کے نمائندوں کی ایک ایسی مجلس جو کسی ملک کے لیے آئین لکھتی ہے۔

آئین: کسی ملک کا ایک ایسا برتر قانون جس میں کسی ملک کے اندر سیاست اور سماج کا نظام چلانے کے بنیادی اصول تحریر ہوتے ہیں۔

آئینی ترمیم: کسی ملک میں موجود ایک اعلیٰ دستور ساز جماعت کے ذریعہ آئین میں کی گئی تبدیلی۔

مسودہ: کسی قانونی دستاویز کا ابتدائی بیان۔

فلسفہ (فلاسیفی): کسی شخص کے خیال اور اعمال کو ظاہر کرنے والے سب سے اہم بنیادی اصول۔

تمہیدیہ: کسی آئین کے اندر موجود ایک ایسا تعارفی بیان جو آئین کی وجوہات اور رہنمائی کرنے والی اقدار کو واضح کرتا ہے۔

بغاوت (سائز): کسی ریاست کی حکومت کو اکھاڑ پھینکنے کی غیر قانونی حرکت کا اس ریاست کے لیے خلاف ورزی کرنے والے پروفا داری کی پابندی عائد ہوتی ہے۔

ملاقات (Trust): باہم یک جا ہونا یا ملنے کے ایک ایسی جگہ جہاں ملنے کے لیے کوئی راضی ہو۔

مشقیں 1 یہاں چند غلط بیانات دیئے جا رہے ہیں۔ ہر معاملے میں غلطی کی شناخت کیجئے اور اس باب میں جو پڑھا ہے اس کی بنیاد پر ان بیانات کو درست کیجئے۔

a آزادی کی تحریک سے وابستہ رہنماؤں کا ذہن اس بارے میں کشادہ تھا کہ آزادی کے بعد ملک جمہوری ہونا چاہئے یا نہیں۔

b ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے ممبران آئین کی تمام شرائط پر ایک ہی نظریہ رکھتے تھے۔

c ایک ایسا ملک جس کے پاس آئین ہو، اُسے جمہوری ضرور ہونا چاہئے۔

d آئین میں ترمیم نہیں کی جاسکتی کیونکہ یہ کسی ملک کا ایک اعلیٰ قانون ہوتا ہے۔

2 جنوبی افریقہ میں ایک جمہوری آئین کے بنانے میں ان میں سے کون سا تصادم سب سے زیادہ نمایاں تھا۔

a جنوبی افریقہ اور اُس کے پڑوسی ممالک کے درمیان۔

b مردوں اور عورتوں کے درمیان۔

c گوری اکثریت اور کالی اقلیت کے درمیان۔

d رنگدار اقلیت اور کالی اکثریت کے درمیان۔

3 ان میں سے وہ کون سا اہتمام ہے جو ایک جمہوری آئین میں نہیں رکھا جاتا۔

a ریاست کے سربراہ کے اختیارات۔

b ریاست کے سربراہ کا نام۔

c مقننہ کے اختیارات۔

d ملک کا نام۔

4 آئین سازی کے کردار میں درج ذیل رہنماؤں کا ملان کیجیے۔

- | | | | |
|---|-----------------|-----|---|
| a | موتی لعل نہرو | i | دستور ساز اسمبلی کے صدر |
| b | بی۔ آر۔ امبیڈکر | ii | دستور ساز اسمبلی کے ممبر |
| c | راجیندر پرشاد | iii | مسودہ کمیٹی کے چیئرمین |
| d | سروجنی نائیڈو | iv | 1928 میں ہندوستان کے لیے آئین تیار کیا۔ |

5 نہرو کی تقریر کا اقتباس ”تقدیر سے ملاقات“ دوبارہ پڑھیے اور درج ذیل جواب دیجئے۔

- a نہرو نے یہ جزو جملہ ”مکمل طور سے یا پورے طور سے نہیں“ اپنے پہلے جملے میں کیوں استعمال کیا؟
- b آپ ہندوستانی آئین بنانے والوں سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟
- c ”ہر آنکھ سے ہر آنسو کو پوچھنا ہماری نسل کے عظیم ترین آدمی کی خواہش ہے۔“ ان کا اشارہ کس کی جانب تھا؟

6 یہاں آئین کی چند رہنمائی کرنے والی اقدار اور اُن کا مطلب دیا جا رہا ہے۔ ان کو مناسب طرح سے ملا کر دوبارہ لکھئے۔

- | | | | |
|---|---------|-----|---|
| a | مقتدر | i | حکومت کسی بھی مذہب کی طرف ذمہ داری نہیں کرے گی۔ |
| b | جمہوریہ | ii | عوام کو فیصلے کرنے کا اعلیٰ حق حاصل ہے۔ |
| c | اُخوت | iii | ریاست کا سربراہ منتخب ہوتا ہے۔ |
| d | سیکولر | iv | لوگوں کو بہن بھائیوں کی طرح رہنا چاہئے۔ |

7 نیپال میں سیاسی صورت حال بتاتے ہوئے آپ کے ایک دوست نے آپ کو خط لکھا ہے۔ بہت سی سیاسی پارٹیاں نیپال میں راجا کی حکومت کی مخالفت کر رہی ہیں۔ اُن میں سے چند لوگوں کا کہنا ہے کہ راجا کے دیئے ہوئے آئین میں ترمیم کر کے نتیجہ نمائندوں کو زیادہ اختیارات دیئے جائیں جبکہ دوسرے لوگ ایسے ہیں جو ایک ری پبلکن آئین تیار کرنے کے لیے ایک نئی دستور ساز اسمبلی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس مسئلہ پر اپنی رائے دیتے ہوئے اپنے دوست کو جواب دیجئے۔

8 ہندوستان کو ایک جمہوریت بنانے کے بارے میں یہاں الگ الگ خیالات دیئے جا رہے ہیں۔ ان عوامل میں سے ہر ایک کو آپ کتنی اہمیت دیں گے؟

- a ہندوستان میں جمہوریت انگریز حکمرانوں کی دین ہے۔ ہم نے برٹش حکومت کے تحت نمائندہ دستور ساز اداروں کے ساتھ کام کر کے تربیت حاصل کی۔
- b آزادی کی جدوجہد نے نوآبادیاتی استحصال اور ہندوستانیوں کو مختلف آراء کے انکار کو چیلنج کیا۔ آزاد ہندوستان جمہوری ملک کے علاوہ کچھ اور نہیں ہو سکتا۔
- c ہم خوش قسمت تھے کہ ہم کو ایسے لیڈر ملے جو جمہوری احساس رکھتے تھے۔ کئی دوسرے نئے آزاد ممالک میں جمہوریت سے انکار ان لیڈروں کے اہم کردار کو بتاتا ہے۔

آئینی وضع

مشقیں

9 کتاب ”میریڈ وومن“ (Married Woman) سے درجہ ذیل اقتباس پڑھئے جو 1912 میں شائع ہوئی تھی۔

’خدا نے عورت کی نوع کو جسمانی اور جذباتی دونوں طور سے نازک اور کمزور بنایا ہے۔ جو بیچاری خود اپنا تحفظ کرنے کی اہل نہیں ہوتی۔ اس لیے یہ تو خدا کی مرضی سے اُن کی قسمت میں لکھا ہے کہ وہ مردوں کے تحفظ میں رہیں۔ وہ پوری زندگی کسی باپ، شوہر یا بیٹے کے زیر سایہ زندگی گزاریں۔ اس لیے عورتوں کو ناامید نہیں ہونا چاہئے بلکہ اُن کو شکر کرنا چاہئے کہ اُنھوں نے خود کو مرد کی خدمت کے لیے وقف کیا ہے۔‘ کیا آپ کے خیال میں اس اقتباس میں ظاہر کئے گئے خیالات ہمارے آئین کی اقدار کے مطابق ہیں؟ یا یہ آئینی اقدار کے خلاف جاتے ہیں؟

10 کسی آئین کے بارے میں مندرجہ ذیل بیانات پڑھئے۔ وجوہات بتائیے کہ ان میں سے کون سا صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے۔

a آئین کے اصولوں کی طاقت وہی ہوتی ہے جو کسی بھی دوسرے قانون کی ہوتی ہے۔

b آئین یہ تحریر کرتا ہے کہ حکومت کے مختلف اعضاء کی تشکیل کس طرح ہوگی؟

c شہریوں کے حقوق اور حکومت کے اختیارات پر حد بندیاں آئین میں تحریر کی جاتی ہیں۔

d آئین اداروں کے بارے میں ہوتا ہے، نہ کہ اقدار کے بارے میں۔



کسی آئینی ترمیم یا کسی آئینی ترمیم کے مطالعے پر ہوئے مباحثے کے لیے اخبارات پر عمل کیجئے۔ مثال کے طور پر آپ مقننہ (قانون ساز اداروں) میں عورتوں کے تحفظ کے لیے آئینی ترمیم کے مطالعے کو نظر میں رکھیں۔ کیا کوئی عوامی مناظرہ ہوا تھا؟ ترمیم کی حمایت میں کیا وجوہات پیش کی گئی تھیں؟ مختلف پارٹیوں میں آئینی ترمیم کا کیا رد عمل ہوا؟ کیا آئین میں ترمیم عمل میں آئی؟

